

سوالوں کی اہمیت

ویدھی ایر



گیتاہری ہرن (دریمان میں) ڈارٹ ماؤنٹھ کالج، نیو ہپہشائر میں طلباء کے ساتھ۔

ہرن کے بارے میں سوچتی ہوں تو صرف اپنی یونیورسٹی کے بارے میں نہیں سوچتی بلکہ وہاں قیام کے دوران عملی تحریکات کے حد تک خوش قسمت ہیں کہ اس طرح کا تجربہ ممکن ہو۔ کا اور وہ اس بارے میں سوچتی ہوں۔ میں مین ہن میں رہتی اور وہیں کام کرتی تھی۔ اور میں نے ایک عورت کے طور پر تھارہ بیس کا سلیقہ سیکھا جو کہ میرے لیے بہت اہم تھا اور جو خوب کام آیا۔ میں نے تمباک کا

ہرن نے ۲۰۰۷ سال سے زیادہ تن دہلی میں قیام کیا۔ گذشتہ سال جو فوری ۲۰۰۹ میں فتح ہوا وہ جامعہ ملیہ اسلامیہ یونیورسٹی میں ایک قیام پذیر رائٹر کے طور پر رہیں۔ ان کا خیال ہے کہ لکھنا

بڑات خود تحریک علم کا عمل ہے اور اپنے طباء سے کہتی ہیں کہ اگر وہ صرف حالات اور شخصیات کی اتفاق کرتے تو لکھنا مشکل ہو گا۔“ وہ کہتی ہیں کہ ”میرے خیال سے پہلے ناول میں میں یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ جو بہت ہی چھوٹی ہی سادہ زندگی معلوم ہوتی ہو اسے کسی طرح پڑھایا جائے۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ دیوالا اور قصہ کہانیوں کو اپنی ادبی حکمت عملی کے طور پر اعتیار کرنے

کا خیال آیا اور ان کرواروں میں اشارہ رہت اور حدود میں اضافہ کرنا شروع کیا اور اپنے ناول کی دریا میں بہت سے آوازیں آباد کیں اور اس سے مجھے سچے سکیں۔ میں سچتی ہوں کہ اگر کلاس میں آپ سے کچھ چھوٹ گیا ہے تو امتحان ایک اور موقع دیتا ہے۔ اگر آپ کچھ نہیں سمجھ سکے ہیں تو ہم اس پر پھر گفتگو کر سکتے ہیں۔ سوالوں کا جواب دینا تو اگر رہا واقعی کتاب کے ساتھ امتحان میرے لیے برا مشکل تھا۔ وہ جو جواب دینا چاہتے تھے اسے منتخب کرنا ہوتا تھا اور یہ کام کچھ آسان نہ تھا۔ میں سچتی تھی کہ وہ انتہائی غیر معمولی

گیتا کرتے ہیں۔ وہ ایک ٹیچر کی حیثیت سے اور سات ناولوں کی مصنفوں کی حیثیت سے مسلسل سوالات کرنے پر خود کو مجبر محسوس کرتی ہیں۔ ”کیا ہم خدا پر کوایسا دیکھنا چاہیں گے؟ یہ کیا لگتا ہے؟ یہ مظہر کا کہاے؟“

ہری ہرن امریکہ اور ہندوستان میں پڑھا بچکی ہیں۔ طلباء جو سوالات کرتے ہیں اس کو وہ اس نظر سے دیکھتی ہیں کہ سوالات ان کی طرف سے تبدیلی کی ضرورت کا مظہر ہیں۔ حال ہی میں چھتی میں اپنے نئے ناول ”فیوجنیو ہسٹریز“ کے انتخاب سے پہلے انہوں نے اپنی کو بتایا کہ ”اکثر اسیا ہوا ہے کہ میرے کسی ناول یا کسی کتابی کی اصل بھی جاننے کی کوشش ہوتی ہے کہ کیا سوال کیا جائے، وہ سوال کس طرح کیا جائے اور کس سیاق و سماق میں کیا جائے۔ دنیا بھر کی یونیورسٹیوں میں یہ ممکن ہے، کیونکہ طلباء میں تجسس ہوتا ہے اور وہ جواب چاہتے ہیں۔ وہ کسی بات کو بھی قطعی طور پر مانتے کو تیار نہیں ہوتے۔“

ہری ہرن کو ٹیکنری میں پیدا ہوئیں اور بھی اور فیلیا، فلپائن میں تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۷۷ء میں ٹکنیکی کٹ کی فیکر فیلڈ یونیورسٹی سے مواصلات میں ایم اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ایک فی وی اسٹشن ڈبلیو ہیٹ چینل ۳۱، نیو یارک شی میں اسٹاف رائٹر کے طور پر کام کرنے لگیں۔ وہ ۱۹۸۷ء میں بھی اپنی آگئیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ”جب میں بھی میں بی اے میں تھی، میں نے کہی ”کتاب کا درس“ لیا اور میری تصنیفات پر میری بعض ٹیچروں کا بڑا اثر ہے۔“ وہ سچی ہوئی کہتی ہیں کہ ”ان میں سے ایک کو تو میں اپنے ناول کی مدد اور نفع کرتی ہوں۔“ وہ میرے اس ناول ”دی ٹھیز نیشن آف لائف“ کی تیاری کے تمام انشاء میں اس کی خبر لیتی رہیں اور سودہ کو ایڈ کرنے میں بھی مدد کی۔

ہری ہرن نے اس ناول میں امریکہ میں اپنی طالب علمی کی آزادیوں اور جدوجہد سے بہت کچھ اخذ کیا ہے اور یہ کہ ایسا ماحول کی شخص کی زندگی کے لیے کیا اس مظہر ہیں کرتا ہے۔ اس کی ایک حادی دیوی ہندوستان واپس آتی ہے اور امریکہ میں زیادہ آزادی کے تجربے کے بعد روانیات سے ہم آہنگی کی کوشش کرتی ہے۔

ہری ہرن کہتی ہیں کہ ”جب میں امریکہ میں اپنی طالب علمی کی

کوئی ناول لکھنا ہو یا کسی
یونیورسٹی میں ادب کا درس
دینا، گیتا ہری ہرن
سمجھتی ہیں کہ سوالات
فکر کو مہمیز دیتے ہیں۔



اویسیں کا بھی یہ بڑا زبردست نقشان ہے کیونکہ بھی بھی کسی
ملکوں میں نہیں ہے، جہاں رائٹر صرف تخلیقی ادب ہی نہیں پڑھ سکتے
بلکہ انگریزی کے شعبے سے وابستہ کیے جاسکتے ہیں اور طباء کے درمیان ہوتا
ہے ادارے سے واپسی بہت خوب ہوتی ہے اور طباء کا کوئی
تو انتہائی خوشگوار ہوتا ہے وہ آپ سے جو کچھ پاتے ہیں ہمیشہ اس
نصاب پر حاصل کر سکتے ہیں۔

ویدیو ایز، چمنی میں مقیم ہر نسل اور ایڈیٹر ہیں۔

اویسیں کا بھی یہ بڑا زبردست نقشان ہے کیونکہ بھی بھی کسی
ہری ہران یہ خواہش ظاہر کرتے ہوئے کہ کاش رائٹر اور زیادہ
پڑھ سکتے، کہتی ہیں کہ میرے جیسے لوگ جو روایتی معنوں میں پڑھ
نہیں ہیں ان کی اپنی حدود ہیں۔ ”کیونکہ ہم بی ایچ ڈی نہیں ہیں
اور کسی کمی بر ساتھ نہیں کی حیثیت سے کام کیے ہوئے نہیں ہوتے۔“
وہ کہتی ہیں کہ ”مجھے افسوس ہے کہ یہاں اس طرح کا کھلا پن
نہیں ہے۔ میرے خیال سے طباء کے لیے بھی یہ بڑے شرم کی
بات ہے۔ اس میں ان کا نقشان ہے اور ان کی قیمتی کا بھی اور

کا موقع ہوتا ہے جن پر میں بالواسطہ، خاموشی سے فنکارانہ طور پر
غور کرتی ہوں لیکن ٹپنگ کے دوران میں ان سب کو محروم رہنی
میں دیکھتی ہوں۔“

لیکن ہری ہرن محسوس کرتی ہیں کہ طباء کی نئی نسل کو پیشے کی
خاص طور سے فکر ہوتی ہے۔ ”وہ آپ سے تحریر کے بارے میں
سوالات کرتے رہیں گے لیکن وہ اپنی چاننا چاچے ہوں گے کہ
آپ کو آپ کا ایجent کس طرح لایا آپ نے اپنی تحریر کی اشاعت
کس طرح کروائی۔“ وہ کہتی ہیں کہ ”ان میں انکی بے صبری ہوتی
ہے جو لکھنے کے فن کو سکھنے کی طرف سے ان کی توجہ ہٹائے رکھتی
ہے۔ یہ بات میں تکنیکیں کے طور پر نہیں کہہ رہی ہوں بلکہ افسوس
کے ساتھ کہہ رہی ہوں۔“

ہری ہران یہ خواہش ظاہر کرتے ہوئے کہ کاش رائٹر اور زیادہ
پڑھ سکتے، کہتی ہیں کہ میرے جیسے لوگ جو روایتی معنوں میں پڑھ
نہیں ہیں کی اپنی حدود ہیں۔ ”کیونکہ ہم بی ایچ ڈی نہیں ہیں
اور کسی کمی بر ساتھ نہیں کی حیثیت سے کام کیے ہوئے نہیں ہوتے۔“
وہ کہتی ہیں کہ یہ مسئلہ ہندوستان ہی میں ہے امریکہ جیسے دوسرے